فتاویٰ امن پوری (قسط ۱۷۳)

غلام مصطفیٰ ظہیر امن پوری

(سوال): مندرجہ ذیل حدیث کی استنادی حیثیت کیا ہے؟

❀ سیدنا عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا:

لَوْ كَانَ بَعْدِي نَبِيٌّ لَّكَانَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ .

''اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا، تو وہ عمر بن خطاب ہوتے۔''

(سنن التّرمذي : 3686، مسند الإمام أحمد : 154/4، المستدرك للحاكم : 85/3)

اس حدیث کو امام ترمذی رحمہ اللہ نے ''حسن غریب''، امام حاکم رحمہ اللہ نے ''صحیح الاسناد'' اور حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے ''صحیح'' کہا ہے۔

(جواب): یہ حدیث منکر (ضعیف) ہے۔

مشرح بن ہاعان اگرچہ ثقہ راوی ہے، مگر اس کی سیدنا عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ''منکر'' ہوتی ہے۔

❀ امام ابن حبان رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

يَرْوِي عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ أَحَادِيْثَ مَنَاكِيرَ لَا يُتَابَعُ عَلَيْهَا ... وَالصَّوَابُ فِي أَمْرِهِ تَرْكُ مَا انْفَرَدَ مِنَ الرِّوَايَاتِ وَالْاِعْتِبَارُ بِمَا

وَافَقَ الثِّقَاتَ .

''مشرح نے عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے منکر روایات بیان کی ہیں، جن کی متابعت نہیں ہوئی۔ ...راجح یہ ہے کہ اس کی منفرد روایات چھوڑ دی جائیں اور ثقات کے موافق روایات لے لی جائیں۔''(كتاب المَجروحين : 28/3)

اس روایت میں بھی مشرح بن ہاعان منفرد ہے، لہذا اس کی یہ روایت قبول نہیں کی جائے گی۔

❁ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ سے مذکورہ حدیث کے بارے پوچھا گیا، تو فرمایا:

اِضْرِبْ عَلَيْهِ؛ فَإِنَّهُ عِنْدِي مُنْكَرٌ .

''اسے چھوڑ یے، میرے نزدیک یہ منکر ہے۔''

(المُنتخَب من عِلَل الخلّال، ص 189)

علل حدیث خاص فن ہے، جو چنیدہ افراد کو ودیعت ہوا ہے۔ جب علل حدیث کے ماہرین ائمہ کسی حدیث کی علت بیان کر دیں، تو ان کی بات معتبر ہے، خواہ ظاہر میں سند صحیح معلوم ہو، کیونکہ حدیث کی مخفی علتیں ان پر منکشف ہو گئی تھیں، جن سے بعد والے ناواقف ہیں۔ اسی لیے جو لوگ اس علم سے ناآشنا ہیں، وہ اہل فن ائمہ حدیث پر انگشت نمائی کرتے ہیں۔

❁ امام عبد الرحمن بن مہدی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

إِنكارُنَا الْحَدِيثَ عِنْدِ الْجُهَّالِ كِهَانَةٌ .

''ہم (محدثین) کسی حدیث کو منکر قرار دیں، تو جہلا اسے کہانت سے تعبیر کرتے ہیں۔''

(عِلَل ابن أبي حاتم :389/1، وسندهٗ صحيحٌ)

(سوال): موزوں پر مسح کے متعلق کیا کہتے ہیں؟

(جواب): موزوں پر مسح کرنا جائز ہے، اس بارے میں متواتر احادیث ثابت ہیں۔ اہل سنت کے نزدیک یہ حق ہے، شیعہ اسے دین نہیں مانتے۔

❀ علامہ ابن العربی رحمہ اللہ (۵۴۳ھ) کہتے ہیں:

إِنَّهَا أَصْلٌ فِي الشَّرِيعَةِ وَعَلَامَةٌ مُفَرِّقَةٌ بَيْنَ أَهْلِ السُّنَّةِ وَالْبِدْعَةِ، وَرَدَتْ بِهِ الْأَخْبَارُ، فَإِنْ قِيلَ : هِيَ أَخْبَارُ آحَادٍ، وَخَبَرُ الْوَاحِدِ عِنْدَ الْمُبْتَدِعَةِ بَاطِلٌ، قُلْنَا : خَبَرُ الْوَاحِدِ أَصْلٌ عَظِيمٌ لَا يُنْكِرُهُ إِلَّا زَائِغٌ، وَقَدْ أَجْمَعَتِ الصَّحَابَةُ عَلَى الرُّجُوعِ إِلَيْهِ ...... الْجَوَابُ الثَّانِي : إِنَّهَا مَرْوِيَّةٌ تَوَاتُرًا؛ لِأَنَّ الْأُمَّةَ اتَّفَقَتْ عَلٰى نَقْلِهَا خَلَفًا عَنْ سَلَفٍ، وَإِنْ أُضِيفَتْ إِلٰى آحَادٍ، كَمَا أُضِيفَ اخْتِلَافُ الْقِرَاءَاتِ إِلَى الْقُرَّاءِ فِي نَقْلِ الْقُرْآنِ، وَهُوَ مُتَوَاتِرٌ .

''موزوں پر مسح کا جواز شریعت کا بنیادی مسئلہ ہے، نیز اہل سنت اور اہل بدعت کے درمیان حد فاصل ہے۔ موزوں پر مسح کے بارے میں احادیث آئی ہیں، اگر کوئی اعتراض کرے کہ یہ احادیث اخبار آحاد ہیں اور خبر واحد (ہم) اہل بدعت کے نزدیک باطل ہوتی ہے، تو ہمارا (اہل سنت کا) جواب یہ ہوگا کہ خبر واحد تو بنیادی چیز ہے، جس کا انکار صرف گمراہ ہی کر سکتا ہے، جبکہ صحابہ کرام کا خبر واحد کی طرف رجوع کرنے پر اجماع ہے۔...... دوسرا جواب یہ ہے کہ موزوں پر مسح کی احادیث متواتر منقول ہیں، کیونکہ ان احادیث کو پے در پے

نقل کرنے پر امت نے اجماع کیا ہے، گو کہ انہیں اخبار آحاد کہا گیا ہے، جیسا کہ قرآن کو نقل کرنے میں قراءتوں کے اختلاف کو بعض قراء سے منسوب کیا گیا ہے، حالانکہ قرآن متواتر ہے۔''

(أحكام القرآن : 73/2)

سوال: کیا محمد بن قاسم رحمہ اللہ کا سندھ میں آنا ثابت ہے؟

جواب: محمد بن قاسم بن محمد بن حکم ابن ابی عقیل ثقفی رحمہ اللہ (۹۸ھ) کا سندھ میں آنا ثابت نہیں۔ اس واقعہ کا انحصار مندرجہ ذیل سند پر ہے؛

عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ الْمَدَائِنِيِّ عَنْ أَبِي مُحَمَّدٍ الْهِنْدِيِّ عَنْ أَبِي الْفَرَجِ .

(فُتوح البُلدان للبلاذُري، ص 261)

یہ سند ثابت نہیں۔

① صاحب کتاب بلاذری کی معتبر توثیق ثابت نہیں۔

②،③ ابو محمد ہندی اور ابو الفرج دونوں کا تعین اور توثیق نہیں مل سکی۔

سوال: بعض لوگ کہتے ہیں کہ فلاں سمت پیٹھ نہ کی جائے کہ اس طرف فلاں ولی رہتا ہے، وغیرہ، اس کی کیا حقیقت ہے؟

جواب: یہ اولیا کی شان میں غلو ہے اور نصاریٰ کی نقالی ہے۔

❀ شیخ الاسلام، علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ (۷۲۸ھ) فرماتے ہیں:

إِنَّ بَعْضَ النَّاسِ يَمْتَنِعُ مِنِ اسْتِدْبَارِ الْجِهَةِ الَّتِي فِيهَا بَعْضُ الصَّالِحِينَ، وَهُوَ يَسْتَدْبِرُ الْجِهَةَ الَّتِي فِيهَا بَيْتُ اللّٰهِ وَقَبْرُ رَسُولِهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَكُلُّ هٰذِهِ الْأَشْيَاءِ مِنَ الْبِدَعِ

الَّتِي تُضَاهِي دِينَ النَّصَارٰى .

''بعض لوگ اس سمت پیٹھ کرنے سے احتراز کرتے ہیں کہ اس طرف نیک لوگ رہتے ہیں، جبکہ یہ اس سمت کی طرف پیٹھ کر لیتا ہے، جس میں بیت اللہ اور قبر رسول ﷺ ہے۔ یہ سب بدعات ہیں، جو دینِ نصاریٰ کے مشابہ ہیں۔''

(إقتضاء الصّراط المُستقيم : 241/2)

سوال: کیا روافض منکرین حدیث ہیں؟

جواب: روافض صحابہ کو نہیں مانتے، تو ان کی بیان کردہ احادیث کو کیسے مان سکتے ہیں؟ لہٰذا روافض منکرین حدیث ہیں۔

❀ علامہ عبد القاہر بغدادی رحمہ اللہ (۴۲۹ھ) فرماتے ہیں:

كَيْفَ يَكُونُ الرَّافِضَةُ وَالْخَوَارِجُ وَالْقَدْرِيَّةُ وَالْجَهْمِيَّةُ وَالنَّجَارِيَّةُ وَالْبِكْرِيَّةُ وَالضَّرَارِيَّةُ مُوَافِقِينَ لِلصَّحَابَةِ وَهُمْ بِأَجْمَعِهِمْ لَا يَقْبَلُونَ شَيْئًا مِّمَّا رُوِيَ عَنِ الصَّحَابَةِ فِي أَحْكَامِ الشَّرِيعَةِ لِامْتِنَاعِهِمْ مِنْ قُبُولِ رِوَايَاتِ الْحَدِيثِ وَالسِّيَرِ وَالْمَغَازِيِّ مِنْ أَجْلِ تَكْفِيرِهِمْ لِأَصْحَابِ الْحَدِيثِ الَّذِينَ هُمْ نَقَلَةُ الْأَخْبَارِ وَالْآثَارِ وَرُوَاةُ التَّوَارِيخِ وَالسِّيَرِ وَمِنْ أَجْلِ تَكْفِيرِهِمْ فُقَهَاءَ الْأُمَّةِ الَّذِينَ ضَبَطُوا آثَارَ الصَّحَابَةِ وَقَاسُوا فُرُوعَهُمْ عَلٰى فَتَاوَى الصَّحَابَةِ وَلَمْ يَكُنْ بِحَمْدِ اللّٰهِ وَمَنِّهٖ فِي الْخَوَارِجِ وَلَا فِي الرَّوَافِضِ وَلَا فِي الْجَهْمِيَّةِ وَلَا فِي

الْقَدَرِيَّةِ وَلَا فِي الْمُجِسِّمَةِ وَلَا فِي سَائِرِ أَهْلِ الْأَهْوَاءِ الضَّالَّةِ قَطُّ إِمَامٌ فِي الْفِقْهِ وَلَا إِمَامٌ فِي رِوَايَةِ الْحَدِيثِ وَلَا إِمَامٌ فِي اللُّغَةِ وَالنَّحْوِ وَلَا مَوْثُوقٌ بِهِ فِي نَقْلِ الْمَغَازِيِّ وَالسِّيَرِ وَالتَّوَارِيخِ وَلَا إِمَامٌ فِي الْوَعْظِ وَالتَّذْكِيرِ وَلَا إِمَامٌ فِي التَّأْوِيلِ وَالتَّفْسِيرِ، وَإِنَّمَا كَانَ أَئِمَّةُ هٰذِهِ الْعُلُومُ عَلَى الْخُصُوصِ وَالْعُمُومِ مِنْ أَهْلِ السُّنَّةِ وَالْجَمَاعَةِ، وَأَهْلُ الْأَهْوَاءِ الضَّالَّةُ إِذَا رَدُّوا الرِّوَايَاتِ الْوَارِدَةَ عَنِ الصَّحَابَةِ فِي أَحْكَامِهِمْ وَسِيَرِهِمْ لَمْ يَصِحَّ اقْتِدَاؤُهُمْ بِهِمْ مَتٰى لَمْ يُشَاهِدُوهُمْ وَلَمْ يَقْبَلُوا رِوَايَةَ أَهْلِ الرِّوَايَةِ عَنْهُمْ وَبَانَ مِنْ هٰذَا أَنَّ الْمُقْتَدِينَ بِالصَّحَابَةِ مَنْ يَّعْمَلُ بِمَا قَدْ صَحَّ بِالرِّوَايَةِ الصَّحِيحَةِ فِي أَحْكَامِهِمْ وَسِيَرِهِمْ وَذٰلِكَ سُنَّةُ أَهْلِ السُّنَّةِ دُوْنَ ذَوِي السُّنَّةِ .

''روافض، خوارج، قدریہ، جہمیہ، نجاریہ، بکریہ اور ضراریہ وغیرہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے موافق کیسے ہو سکتے ہیں، جبکہ یہ صحابہ سے احکام شرعیہ میں مروی کسی روایت کو قبول نہیں کرتے، ان کے احادیث اور سیر و مغازی قبول نہ کرنے کی وجہ یہ ہے کہ ان لوگوں نے احادیث و آثار اور تواریخ و سیر کو نقل کرنے والے محدثین کی تکفیر کی ہے، اسی طرح انہوں نے فقہائے امت کی بھی تکفیر کی ہے کہ جنہوں نے صحابہ کرام کے آثار کو ضبط کیا اور فروعی مسائل کو صحابہ کے فتاویٰ پر قیاس کیا۔ اللہ کا شکر اور احسان ہے کہ خوارج، روافض، جہمیہ، قدریہ، مجسمہ

اور دیگر گمراہ فرقوں میں کوئی بھی فقہ، حدیث، لغت یا نحو کا امام نہیں ہوا، نہ مغازی، سیر اور تواریخ کے فن میں ان کا کوئی قابل اعتبا فرد گزرا ہے، اسی طرح وعظ، تذکیر اور تاویل وتفسیر کے فن میں ان میں کوئی امام نہیں ہوا۔ بلکہ ان علوم کے ائمہ بالخصوص اور بالعموم اہل سنت والجماعت میں ہی ہوئے ہیں۔ گمراہ اہل رائے نے جب صحابہ کرام کی احکام اور سیر میں مروی روایات کو رد کر دیا، تو ان کے لیے صحابہ کی اقتدا کرنا صحیح نہ ہوا، کیونکہ انہوں نے نہ تو خود صحابہ کرام کو دیکھا ہے اور نہ انہوں نے صحابہ سے نقل کرنے والوں کی روایات کو قبول کیا ہے، تو اس سے واضح ہو گیا کہ صحابہ کی اقتدا کرنے والے وہ ہیں، جو احکام وسیر میں صحابہ سے مروی صحیح روایات پر عمل کرتے ہیں۔ یہ اہل سنت کا طریقہ ہے، کسی دوسرے کا نہیں۔''

(الفَرْق بين الفِرَق، ص 308)

(سوال): بعض کہتے ہیں کہ آیت: ﴿مَرَجَ الْبَحْرَيْنِ يَلْتَقِيَانِ﴾ سے مراد سیدنا علی اور سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہما ہیں اور آیت: ﴿يَخْرُجُ مِنْهُمَا اللُّؤْلُؤُ وَالْمَرْجَانُ﴾ سے مراد سیدنا حسن اور سیدنا حسین رضی اللہ عنہما ہیں۔ اس کی کیا حقیقت ہے؟

(جواب): یہ تفسیر نہیں، تحریف والحاد ہے۔

❁ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ (۷۲۸ھ) فرماتے ہیں:

اَلتَّفْسِيرُ بِمِثْلِ هٰذَا طَرِيقٌ لِلْمَلَاحِدَةِ عَلَى الْقُرْآنِ وَالطَّعْنُ فِيهِ.

''اس طرح کی تفسیر ملحدین کرتے ہیں، یہ قرآن کریم میں طعن ہے۔''

(مِنهاج السّنّة : 245/7)

❁ علامہ زرکشی رحمہ اللہ (۷۹۴ھ) فرماتے ہیں:

أَمَّا التَّأْوِيلُ الْمُخَالِفُ لِلْآيَةِ وَالشَّرْعِ فَمَحْظُورٌ لِأَنَّهُ تَأْوِيلُ الْجَاهِلِينَ مِثْلُ تَأْوِيلِ الرَّوَافِضِ ....

''آیت اور شریعت کے مخالف تفسیر کرنا حرام ہے، کیونکہ یہ جاہلوں کی تفسیر ہے، جیسا کہ روافض نے (مذکورہ بالا آیات کی من چاہی) تفسیر کی ہے......۔''

(البُرهان في عُلوم القرآن : 152/2)

(سوال): مجہول راوی کی روایت کے بارے میں کیا کہتے ہیں؟

(جواب): مجہول کی روایت سے حجت پکڑنا جائز نہیں۔

❁ امام حاکم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

اَلْمُحَدِّثُ إِذَا لَمْ يَعْرِفْ شَخْصَهُ لَمْ يَكُنْ لَهُ أَنْ يَّرْوِيَ عَنْهُ بِإِجْمَاعِ الْأُمَّةِ .

''محدث کسی راوی کو سرے سے جانتا ہی نہ ہو، تو اس کے لیے جائز نہیں کہ وہ اس راوی کی روایت سے حجت پکڑے، اس پر امت کا اجماع ہے۔''

(سؤالات السّجزي للحاكم : 288)

(سوال): کیا سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کی بیٹی اور سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کی والدہ سیدہ اسماء رضی اللہ عنہا سے متعہ کرانا ثابت ہے؟

(جواب): بعض احادیث میں حج تمتع کو بھی متعہ کہا گیا ہے۔اس سے بھی بعض کو وہم ہوا ہے اور ان احادیث کو نکاحِ متعہ پر دلیل بنا لیا گیا۔

❁ مسلم القری، تابعی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

دَخَلْنَا عَلٰى أَسْمَاءِ بِنْتِ أَبِي بَكْرٍ، فَسَأَلْنَاهَا عَنْ مُّتْعَةِ النِّسَاءِ، فَقَالَتْ : فَعَلْنَاهَا عَلٰى عَهْدِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ .

''ہم سیدہ اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا کے پاس آئے اور ان سے عورتوں کے متعہ (حج) کے بارے میں سوال کیا، تو انہوں نے فرمایا: ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں ایسا کیا تھا۔''

(السّنن الکبرٰی للنّسائي : 5515، مسند الطّیالسي : 1742، وسندہٗ حسنٌ)

معجم کبیر طبرانی (103/24) میں صرف ''متعہ'' کے الفاظ ہیں۔

جبکہ اس ''متعہ'' سے مراد حج تمتع ہے، کیونکہ اسے بھی مجازاً متعہ حج کہا جاتا ہے۔ اصل عبارت یوں ہے:

فَسَأَلْنَاهَا عَنْ مُّتْعَةِ الْحَجِّ لِلنِّسَاءِ .

''ہم نے سیدہ اسماء سے عورتوں کے لیے حج تمتع کے بارے میں پوچھا۔''

اسی پر انہوں نے بتایا کہ ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں حج تمتع کیا تھا، اس کی وضاحت صحیح مسلم میں موجود ہے:

❁ مسلم القری رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

سَأَلْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنْ مُّتْعَةِ الْحَجِّ، فَرَخَّصَ فِيهَا، وَكَانَ ابْنُ الزُّبَيْرِ يَنْهٰى عَنْهَا، فَقَالَ : هٰذِهٖ أُمُّ ابْنِ الزُّبَيْرِ تُحَدِثُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَخَّصَ فِيهَا، فَادْخُلُوا عَلَيْهَا، فَاسْأَلُوهَا، قَالَ : فَدَخَلْنَا عَلَيْهَا، فَإِذَا امْرَأَةٌ

ضَخْمَةٌ عَمْيَاءُ، فَقَالَتْ : قَدْ رَخَّصَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيهَا .

''میں نے سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے حج تمتع کے بارے میں سوال کیا، تو انہوں نے اس کی رخصت دی، جبکہ عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما اس سے منع فرماتے تھے۔ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: ابن زبیر رضی اللہ عنہما کی والدہ ہی بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی رخصت دی تھی، ان کے پاس جائیے اور پوچھ لیجئے۔ ہم سیدہ اسماء بنت ابوبکر رضی اللہ عنہما کے پاس حاضر ہوئے، وہ نابینا اور بھاری بھرکم عورت تھیں۔ انہوں نے فرمایا کہ بلاشبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حج تمتع کی اجازت دی تھی۔''

(صحیح مسلم : 1238)

اس کی مزید تائید صحیح بخاری (1796) اور صحیح مسلم (1237) کی حدیث سے بھی ہوتی ہے۔ ثابت ہوا کہ حدیث میں متعہ سے مراد متعۃ الحج ہے، نہ کہ نکاحِ متعہ۔

لہٰذا سیدہ اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما سے متعۃ النکاح ثابت نہیں۔

سوال: اگر کسی کی رائے اور اجتہاد کے خلاف حدیث آ جائے، تو کیا کیا جائے؟

جواب: اگر کسی رائے یا اجتہاد کے مخالف حدیث رسول کا علم ہو جائے، تو رائے کو ترک کرنا اور حدیث رسول کو حرزِ جاں بنانا واجب ہے۔

❁ علامہ ابن رجب رحمہ اللہ (۷۹۵ھ) فرماتے ہیں:

اَلْوَاجِبُ عَلٰى كُلِّ مَنْ بَلَغَهٗ أَمْرُ الرَّسُولِ وَعَرَفَهٗ، أَنْ يُّبَيِّنَهٗ لِلْأُمَّةِ وَيَنْصَحَ لَهُمْ، وَيَأْمُرَهُمْ بِاتِّبَاعِ أَمْرِهٖ وَإِنْ خَالَفَ ذٰلِكَ

رَأْيٌ عَظِيمٍ مِنَ الْأُمَّةِ، فَإِنَّ أَمْرَ الرَّسُولِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَحَقُّ أَنْ يُّعَظَّمَ وَيُقْتَدٰى بِهٖ مِنْ رَأْيِ مُعَظَّمٍ، قَدْ خَالَفَ أَمْرَهٗ فِي بَعْضِ الْأَشْيَاءِ خَطَأً، وَمِنْ هُنَا رَدَّ الصَّحَابَةُ وَمَنْ بَعْدَهُمْ مِنَ الْعُلَمَاءِ عَلٰى كُلِّ مَنْ خَالَفَ سُنَّةً صَحِيحَةً، وَرُبَّمَا أَغْلَظُوا فِي الرَّدِّ، لَا بُغْضًا لَّهٗ؛ بَلْ هُوَ مَحْبُوبٌ عِنْدَهُمْ، مُعَظَّمٌ فِي نُفُوسِهِمْ؛ لٰكِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَحَبُّ إِلَيْهِمْ، وَأَمْرَهٗ فَوْقَ أَمْرِ كُلِّ مَخْلُوقٍ، فَإِذَا تَعَارَضَ أَمْرُ الرَّسُولِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَأَمْرُ غَيْرِهٖ فَأَمْرُ الرَّسُولِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوْلٰى أَنْ يُقَدَّمَ وَيُتَّبَعَ، وَلَا يَمْنَعُ مِنْ ذٰلِكَ تَعْظِيمُ مَنْ خَالَفَ أَمْرَهٗ لِأَنَّهٗ كَانَ مَغْفُورًا لَّهٗ؛ بَلْ ذٰلِكَ الْمُخَالِفُ الْمَغْفُورُ لَهٗ لَا يَكْرَهُ أَنْ يُخَالَفَ أَمْرُهٗ إِذَا ظَهَرَ أَمْرُ الرَّسُولِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِخِلَافِهٖ؛ بَلْ يَرْضٰى بِمُخَالَفَةِ أَمْرِهٖ وَمُتَابَعَةِ أَمْرِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا ظَهَرَ أَمْرُهٗ بِخِلَافِهٖ.

''جسے رسول اللہ ﷺ کا حکم پہنچے اور وہ اسے جان لے، تو اس پر واجب ہے کہ وہ اسے امت پر واضح کرے اور ان کی خیر خواہی کرے، انہیں حکم رسول کے اتباع کا حکم دے، خواہ امت کی بہت بڑی شخصیت کی رائے اس کے خلاف

ہو، کیونکہ کسی بھی شرعی معاملہ میں بڑی شخصیت کی مبنی بر خطا رائے کے مقابلہ میں رسول اللہ ﷺ کا حکم زیادہ لائق تعظیم اور لائق اتباع ہے، اسی وجہ سے صحابہ کرام اور بعد والے اہل علم نے ہر اس شخص کا رد کیا، جس نے سنت کی مخالفت کی، بسا اوقات تو رد کرنے میں سختی بھی کی، ایسا انہوں نے بغض یا نفرت کی بنا پر نہیں کیا، بلکہ وہ شخصیت ان کے ہاں محبوب اور قابل قدر تھی، مگر انہیں رسول اللہ ﷺ اس سے بھی زیادہ محبوب تھے اور ان کے نزدیک آپ ﷺ کا حکم ہر ایک کے حکم پر فائق تھا، لہٰذا جب رسول اللہ ﷺ کا حکم اور کسی اُمتی کا حکم باہم معارض ہوں، تو رسول اللہ ﷺ کا حکم ہی مقدم اور قابل اتباع ہے۔ اس سے اس شخص کی تعظیم میں کوئی فرق نہیں آئے گا، جس نے رسول اللہ ﷺ کے مخالف حکم دیا ہے، کیونکہ اس کی (اجتہادی) خطا معاف ہے، بلکہ اگر اسے معلوم ہو جائے کہ اس کا حکم رسول اللہ ﷺ کے خلاف ہے، تو اپنی مخالفت کو ناپسندیدہ نہیں کرے گا، بلکہ اپنی مخالفت اور رسول اللہ ﷺ کے حکم کی موافقت پر راضی ہو جائے گا۔''

(مَجموع رسائل ابن رجب :245/1)

سوال: ائمہ مجتہدین کی طرف بے سند اقوال منسوب کرنا کیسا ہے؟

جواب: ائمہ مجتہدین کے جو اجتہادات بسند صحیح ثابت ہیں، انہیں کو ائمہ کی طرف منسوب کرنا چاہیے، بے سند اقوال کو ائمہ سے منسوب کرنا جائز نہیں۔ مقلدین اپنے اپنے ائمہ سے منسوب بہت سارے بے سند اقوال بیان کرتے ہیں، جو بظاہر شرعی نصوص کے مخالف ہیں، حقیقت میں وہ اقوال ان ائمہ سے ثابت ہی نہیں، ائمہ ان سے بری ہیں۔ ان

اقوال کی اِن ائمہ کی طرف نسبت کرنا حرام ہے، کیونکہ یہ ان پر جھوٹ اور بہتان ہے، جو کہ حرام ہے۔

❁ علامہ ابن دقیق العید رحمہ اللہ (۷۰۲ھ) فرماتے ہیں:

إِنَّ نِسْبَةَ هٰذِهِ الْمَسَائِلِ إِلَى الْأَئِمَّة الْمُجْتَهِدِينَ حَرَامٌ وَأَنَّهٗ يَجِبُ عَلَى الْفُقَهَاءِ الْمُقَلِّدِينَ لَهُمْ مَعْرِفَتُهَا لِئَلَّا يَعْزُوهَا إِلَيْهِم فَيَكْذِبُوا عَلَيْهِمْ .

''ان (بے سند مخالف شرع) مسائل کی ائمہ مجتہدین کی طرف نسبت کرنا حرام ہے، ان ائمہ کے مقلد فقہا پر واجب ہے کہ ان مسائل کی معرفت حاصل کریں، تا کہ وہ ان مسائل کو ائمہ سے منسوب کر کے ان پر جھوٹ نہ باندھیں۔''

(إيقاظ هِمَمِ أولي الأبصار للفُلاني، ص 99)

سوال: مندرجہ ذیل اثر کی سند کیسی ہے؟

❁ سیدنا مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

دَفَنَّا أَبَا بَكْرٍ لَيْلًا فَقَالَ عُمَرُ : إِنِّي لَمْ أُوتِرْ فَقَامَ وَصَفَفْنَا وَرَآئَهٗ فَصَلّٰى بِنَا ثَلَاثَ رَكَعَاتٍ لَمْ يُسَلِّمْ إِلَّا فِي آخِرِهِنَّ .

''سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کی تدفین رات کو ہوئی، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے وتر رہ گئے تھے، آپ وہ پڑھنے کے لئے کھڑے ہوئے، تو ہم نے آپ کے پیچھے صف بنالی۔ آپ رضی اللہ عنہ نے تین وتر پڑھائے اور آخر میں سلام پھیرا۔''

(شرح معاني الآثار للطّحاوي :393/1)

جواب: اس اثر کی سند غیر ثابت ہے، ابن سباق کی سیدنا مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ سے

سماع ولقا کی تصریح نہیں مل سکی۔

(سوال): امام نسائی رحمہ اللہ کا قول: لَا يُحْكَمُ بِالضُّعَفَاءِ عَلَى الثِّقَاتِ (السنن الکبریٰ، تحت الحدیث: ٥٩٦٧) کا کیا مفہوم ہے؟

(جواب): اس سے مراد ہے کہ اگر کسی روایت کو ضعیف راوی بیان کریں اور ثقہ راوی ان کے مخالف روایت بیان کریں، تو ضعیف راویوں کی بیان کردہ روایت کو ثقہ کی بیان کردہ روایت پر ترجیح نہیں ہوگی، بلکہ ثقہ راویوں کی بیان کردہ روایت ہی راجح ہوگی۔

(سوال): عذاب قبر کے بارے میں کیا کہتے ہیں؟

(جواب): عذاب قبر حق ہے، قرآن واحادیث اوراجماع امت اس پر دلیل ہیں۔

❀ علامہ ابن رسلان رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

فِيهِ إِثْبَاتُ عَذَابِ الْقَبْرِ، وَهُوَ مَذْهَبُ أَهْلِ الْحَقِّ، خِلَافًا لِّبَعْضِ الْمُلْحِدِينَ .

''اس حدیث میں عذاب قبر کا ثبوت ہے، اہل حق کا یہی مذہب ہے، البتہ بعض ملحدین نے مخالفت کی ہے۔''

(شرح أبي داود : 335/19)

❀ علامہ عزیزی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

فِي الْحَدِيثِ دَلِيلٌ عَلٰى إِثْبَاتِ عَذَابِ الْقَبْرِ وَهُوَ مَذْهَبُ أَهْلِ السُّنَّةِ وَالْجَمَاعَةِ وَهُوَ مِمَّا يَجِبُ اعْتِقَادُهُ وَمِمَّا نَقَلَهُ الْأَئِمَّةُ مُتَوَاتِرًا فَمَنْ أَنْكَرَ عَذَابَ الْقَبْرِ وَنَعِيمَهُ فَهُوَ كَافِرٌ لَا مَحَالَةَ .

''اس حدیث میں عذاب قبر کا اثبات ہے، اہل سنت والجماعت کا یہی مذہب

ہے، یہ ضروری عقائد میں سے ہے اور اسے ائمہ حدیث نے متواتر نقل کیا ہے۔ لہٰذا جس نے قبر کے عذاب یا اس کی نعمتوں کا انکار کیا، وہ پکا کافر ہے۔''

(السّراج المُنير شرح الجامع الصّغير :279/1)

سوال: اگر کوئی محرمات ابدیہ کے ساتھ زنا کو جائز سمجھتا ہو، اس کا کیا حکم ہے؟

جواب: جو شخص محرمات ابدیہ سے زنا کو جائز سمجھتا ہو، وہ کافر ہے۔

❁ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ (۷۲۸ھ) فرماتے ہیں:

مَنْ فَعَلَ الْمَحَارِمَ مُسْتَحِلًّا لَّهَا فَهُوَ كَافِرٌ بِالْإِتِّفَاقِ .

''جس نے محرمات ابدیہ سے زنا کو حلال سمجھتے ہوئے زنا کیا، تو وہ بالاتفاق کافر ہے۔''

(الصّارم المَسلول، ص521)

سوال: قرآن مجید کو مخلوق کہنے والے کا کیا حکم ہے؟

جواب: قرآن کریم کو مخلوق نہیں، اسے مخلوق کہنے والا کافر ہے۔

❁ علامہ سمعانی رحمہ اللہ (۴۸۹ھ) فرماتے ہیں:

اَلْقُرْآنُ كَلَامُ اللّٰهِ غَيْرُ مَخْلُوقٍ، وَعَلِيهِ إِجْمَاعُ أَهْلِ السُّنَّةِ، وَزَعَمُوا أَنَّ مَنْ قَالَ : إِنَّهٗ مَخْلُوقٌ فَهُوَ كَافِرٌ؛ لِأَن فِيهِ نَفْيَ كَلَامِ اللّٰهِ تَعَالٰى .

''قرآن اللہ تعالیٰ کا کلام ہے، مخلوق نہیں، اس پر اہل سنت کا اجماع ہے۔ ائمہ اہل سنت کہتے ہیں کہ جو قرآن کو مخلوق کہے، وہ کافر ہے، کیونکہ اس میں کلام الٰہی کی نفی ہے۔''

(تفسير السّمعاني : 90/5)

(سوال): خبر واحد کا کیا حکم ہے؟

(جواب): خبر واحد کی سند ثابت ہو، تو وہ عقائد واعمال میں حجت ہے، اس پر عمل کرنا واجب ہے، اہل سنت والجماعت کا یہی مذہب ہے۔

❀ علامہ ابن الفرس رحمہ اللہ (۵۹۷ھ) فرماتے ہیں:

اَلْقَوْلُ بِوُجُوبِ الْعَمَلِ بِهِ وَهُوَ الَّذِي عَلَيْهِ جَمَاهِيرُ الْعُلَمَاءِ وَأَهْلُ السُّنَّةِ، وَالْحُجَّةُ عَلٰى إِثْبَاتِهِ مِنَ الْكِتَابِ وَالسُّنَّةِ وَالْإِجْمَاعِ وَاضِحَةٌ .

''خبر واحد پر عمل کرنا واجب ہے، جمہور اہل علم اور اہل سنت کا یہی مذہب ہے۔ خبر واحد کے اثبات پر قرآن وسنت اور اجماع کے دلائل بالکل واضح ہیں۔''

(أحكام القرآن : 202/3)

(سوال): قاضی شریک رحمہ اللہ کا مرجئہ اور روافض کے بارے میں کیا فتویٰ ہے؟

(جواب): آپ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

اَلْمُرْجِئَةُ أَعْدَاءُ اللّٰهِ وَكَفٰى بِالرَّافِضَةِ خُبْثًا .

''مرجئہ اللہ کے دشمن ہیں اور روافض بدباطن ہیں۔''

(تاريخ الدّوري : 4991، وسندهٗ صحيحٌ)

روافض کے بارے میں امام ابوعبید قاسم بن سلام رحمہ اللہ (۲۲۴ھ) فرماتے ہیں:

عَاشَرْتُ النَّاسَ وَكَلَّمْتُ أَهْلَ الْكَلَامِ فَمَا رَأَيْتُ قَوْمًا أَوْسَخَ وَسْخًا وَلَا أَقْذَرَ وَلَا أَضْعَفَ حُجَّةً وَلَا أَحْمَقَ مِنَ الرَّافِضَةِ .

''میں نے لوگوں کے ساتھ زندگی گزاری ہے، اہل کلام سے مباحثہ کیا ہے، مگر

میں نے روافض سے بڑھ کر گندے، دلیل کے اعتبار سے کمزور اور احمق لوگ نہیں دیکھے۔''

(تاريخ الدّوري: 4992)

سوال: عورتوں کے لیے زیورات کا استعمال کیسا ہے؟

جواب: عورتوں کے لیے زیورات کا استعمال جائز ہے۔

علامہ ابن الفرس رحمہ اللہ (۵۹۷ھ) فرماتے ہیں:

فِيهَا دَلِيلٌ عَلٰى إِبَاحَةِ الْحُلِيِّ لِلنِّسَاءِ، وَالْإِجْمَاعُ مُنْعَقِدٌ عَلَيْهِ، وَالْأَخْبَارُ فِيهِ لَا تُحْصٰى .

''یہ آیت کریمہ دلیل ہے کہ عورتوں کے لیے زیورات پہننا جائز ہے، اس پر اجماع ہے، نیز اس بارے میں بے شمار احادیث وارد ہیں۔''

(أحكام القرآن: 471/3)

سوال: باغ فدک کے بارے میں کیا کہتے ہیں؟

جواب: انبیائے کرام کے وارث نہیں ہوتے، ان کا متروکہ مال صدقہ ہوتا ہے۔ بعض لوگ یہ کہتے ہیں کہ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کا حق غصب کر لیا تھا، جبکہ اہل بیت میں سے کسی نے یہ بات نہیں کہی۔

❁ علامہ عینی حنفی رحمہ اللہ (۸۵۵ھ) لکھتے ہیں:

لَوْ كَانَ مَا يَقُولُهُ الشِّيعَةُ حَقًا لَأَخَذَهَا عَلِيٌّ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ، أَوْ أَحَدٌ مِنْ أَهْلِ بَيْتِهٖ لَمَّا وَلَّوْهَا .

''اگر شیعہ کی بات سچی ہوتی، تو جب باغ فدک اہل بیت کے سپرد کیا گیا، تو

علی رضی اللہ عنہ یا اہل بیت میں سے کوئی فرد بشر اسے اپنے قبضہ میں ضرور لے لیتا۔‘‘

(عمدة القاري : 21/15)

(سوال): سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کی صحابیت کے منکر کا کیا حکم ہے؟

(جواب): سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کی صحابیت کا منکر کافر ہے، کیونکہ اس سے قرآن کا انکار لازم آتا ہے۔

❁ علامہ سمین حلبی رحمہ اللہ (۷۵٦ھ) فرماتے ہیں:

مَنْ أَنْكَرَ صُحْبَةَ أَبِي بَكْرٍ فَقَدْ كَفَرَ لِأَنَّهٗ أَثْبَتَ لَهٗ صَاحِبًا، وَقَامَ الْإِجْمَاعُ عَلٰى أَنَّهٗ لَمْ يَكُنْ مَعَهٗ فِي الْغَارِ غَيْرُ أَبِي بَكْرٍ .

’’سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کی صحابیت کا منکر کافر ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے (غار میں) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھی کا اثبات کیا ہے اور اس پر اجماع منعقد ہوا چکا ہے کہ غار میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کے علاوہ کوئی بھی نہیں تھا۔‘‘

(عمدة الحُفّاظ في تفسير أشرف الألفاظ : 320/2)

(سوال): اہل سنت کے نزدیک سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ افضل ہیں یا سیدنا علی رضی اللہ عنہ؟

(جواب): اہل سنت والجماعت کا اجماع ہے کہ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ تمام صحابہ میں افضل ہیں۔

❁ علامہ یوسف نبہانی (۱۳۵۰ھ) لکھتے ہیں:

قَدْ ثَبَتَ بِإِجْمَاعِ الْأُمَّةِ مِنْ أَهْلِ السُّنَّةِ وَالْجَمَاعَةِ أَفْضَلِيَّةِ الشَّيْخَيْنِ عَلٰى عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ .

’’اہل سنت والجماعت کے اجماع سے ثابت ہے کہ سیدنا ابوبکر اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہما سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے افضل ہیں۔‘‘

(الأساليب البديعة، ص 90)

سوال: رؤیت باری تعالیٰ کے بارے میں کیا کہتے ہیں؟

جواب: اہل سنت والجماعت کا اجماع ہے کہ اللہ تعالیٰ روز آخرت اپنے مؤمن بندوں کو اپنا دیدار کرائے گا۔قرآن وحدیث میں اس کے بے شمار دلائل ہیں۔

❀ علامہ ابن الفرس رحمہ اللہ (۵۹۷ھ) فرماتے ہیں:

أَمَّا وُقُوعُ الرُّؤْيَةِ فَأَهْلُ السُّنَّةِ مُتَّفِقُونَ عَلٰى أَنَّهٗ تَعَالٰى يُرٰى فِي الْآخِرَةِ .

''اہل سنت کا اتفاق ہے کہ روز آخرت (اہل جنت کو) اللہ تعالیٰ کا دیدار ہوگا۔''

(أحكام القرآن : 13/3)

سوال: علامہ ابن ترکمانی رحمہ اللہ حبیب بن ابی ثابت کے بارے میں لکھتے ہیں:

لَمْ أَرَ أَحَدًا عَدَّهٗ مِنَ الْمُدَلِّسِينَ .

''میں نہیں جانتا کہ کسی نے انہیں مدلسین میں شمار کیا ہو۔''

(الجوهر النّقْي : 327/3)

یہ بات کہاں تک درست ہے؟

جواب: علامہ ابن ترکمانی حنفی رحمہ اللہ کی یہ بات درست نہیں۔حبیب بن ابی ثابت کو امام ابن خزیمہ (کتاب التوحید : ۱/ ۸۷)، امام ابن حبان (الثقات : ۱۲۳/۴)، امام دارقطنی رحمہم اللہ (طبقات المدلسین لابن حجر، ص ۳۷) ''مدلس'' قرار دیا ہے۔

❀ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

يُكْثِرُ التَّدْلِيسَ .

''بہت زیادہ تدلیس کرتے تھے۔''

(طبقات المُدلِّسین، ص 37)

(سوال): عاصم بن بھدلہ کے بارے میں کیا کہتے ہیں؟

(جواب): عاصم بن بھدلہ ابن ابی نجود جمہور کے نزدیک حسن الحدیث ہیں، البتہ ان کے حافظہ میں کچھ مسئلہ ہے۔ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

صَدُوقٌ فِي حِفْظِهٖ شَيْءٌ.

''صدوق ہے، اس کے حافظہ میں کچھ خرابی ہے۔''

(موافقة الخُبر الخَبر: 173/2)

(سوال): نماز جمعہ کے بعد اجتماعی درود کی شرعی حیثیت کیا ہے؟

(جواب): نماز جمعہ کے بعد اجتماعی درود وسلام پڑھنا کسی شرعی دلیل سے ثابت نہیں، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود وسلام پڑھنا باعث ثواب اور موجب سعادت ہے، لیکن کسی جگہ وہیئت کے ساتھ اسے خاص کرنا جائز نہیں۔ صحابہ کرام اور ائمہ اسلام سب سے بڑھ کر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود وسلام پڑھنے والے تھے، ان سے ایسا کرنا قطعاً ثابت نہیں، یہ عقیدہ رکھنا کہ وقتِ درود نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم بنفس نفیس تشریف لاتے ہیں، عقل ونقل کے خلاف ہے، پہلے مسلمان اس کے تصور سے بھی ناواقف تھے۔

وفات کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی دنیا میں تشریف آوری کا نظریہ رکھنا قبیح بدعت ہے۔ یہ عقائد ونظریات سلف صالحین کے عقائد ونظریات کے خلاف ہیں۔ سلف صالحین تو قرآن وسنت پر کاربند تھے، وہ اگر ان عقائد کے حامل نہیں ہیں، تو ان عقائد کا بے اصل ہونا اور واضح ہوجاتا ہے۔ سلف سب سے بڑھ کر قرآن وسنت کی نصوص کو سمجھنے اور اپنانے والے تھے۔